جلد ۲۳ | ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۷ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ ستمبر۔ کل بذریعہ ڈاک حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق جو ڈاکٹری رپورٹ موصول ہوئی وہ مظہر ہے۔ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی صحت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔

۱۴ ستمبر بعد نماز مغرب مسجد نور میں کارکنانِ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے زیر اہتمام مولوی محمد یار صاحب عارف مولوی فاضل مبلغ انگلستان کے اعزاز میں دعوتِ طعام دی گئی۔ کارکنان اور بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ بعض اور اصحاب بھی مدعو تھے۔ دعوت کے بعد زیر صدارت جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال جلسہ منعقد ہوا۔ صوفی غلام محمد صاحب بی اے سابق مبلغ ماریشس نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر ایک عربی نظم خیر مقدم میں پڑھی گئی اور مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے ایڈریس پڑھا جس کا مولوی صاحب نے وقت کی قلت کی وجہ سے مختصر جواب دیا۔ جس میں تبلیغ اسلام کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نرمی کرو اور دعائیں لگے رہو

"جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے۔ اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوبِ الٰہی کی نسبت سخت کلمہ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقعہ پر درگزر کرنا۔ اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے۔ کہ میں کس کی طرف سے ہوں۔ تو ہرگز بُرا نہ کہتے۔ وہ مجھے ایک جاہل اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ میں نے جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا۔ اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا۔ وہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ ان بحثوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجال ہوں۔ اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں خدا کی وحی کی طرف ان کو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں۔ تو میرے ساتھ اس دُنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا۔ جو کاذبوں۔ اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ محبوب اور مردود یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو صبر کرو۔ کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے۔ کھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے۔ کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہوگئے۔ اور وہ آنکھیں جو بند ہوگئیں۔ میں ان کا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ خدا میری نسبت اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔" پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔ تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے۔ کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ نرمی کرو۔ اور دعا میں لگے رہو۔ اور سچی توبہ کو اپنا شفیع ٹھیراؤ۔ اور زمین پر آہستگی سے چلو خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کی جماعت کہلا کر تقوےٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا۔ اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا۔ تو یقیناً سمجھو۔ کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا۔ کیونکہ تمہاری آنکھ کھول گئی۔ اور پھر بھی تم سو گئے۔" (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

تیس ہزار قرضہ کی تحریک اور احمدی احباب

"الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں تیس ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ کی طرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فوری ضروریات کے لئے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ہر صاحب استطاعت احمدی کو حصہ لینا چاہیئے۔ اور فوری طور پر حصہ لینا چاہیئے۔ چونکہ رقم قلیل ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد فراہم ہو جائیگی اور اس میں وہی اصحاب شریک ہو سکیں گے۔ جو جلد سے جلد توجہ فرمائیں گے۔ سابقہ قرضہ کی طرح اس قرضہ کی رقوم بھی لازمی طور پر واپس کی جائیں گی۔ اور جس تاریخ سے ادائیگی قرضہ شروع ہوگی۔ اس سے دو سال کے اندر اندر تمام قرضہ واپس کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

پس جو اصحاب اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ اپنی رقم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرمائیں۔

درخواستہائے دعا

ا۔ سعید احمد صاحب پسر میاں محمد سعید صاحب سعدی لاہور عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار اقبال احمد قادیان۔ (۲) میں مدت سے درد امعاء میں مبتلاء ہوں۔ احباب میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ عبدالرشید ارشد از سیالکوٹ (۳) خاکسار کے بڑے لڑکے محمد ادریس پر فالج کا حملہ ہو گیا ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد رمضان سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ الشوال (۴) میرے والد ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اپنا مطب یہاں سے منتقل کر کے قلعہ صوبا سنگھ میں لے گئے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ راقم رحمت اللہ خلف ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ شہر۔

ایک سو قرآن مجید مترجم مفت

مستحقین جلد درخواستیں بھیجدیں

مکرم معظم جناب مرزا رشید احمد صاحب خلف الرشید خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم فرماتے ہیں ایک سو قرآن مجید مترجم کلاں مفت تقسیم فرمانا چاہتے ہیں مستحق غریب بھائی جلد سے جلد اپنی درخواستیں اپنے مقامی پریذیڈنٹ یا امیر جماعت یا کسی دوسرے معزز احمدی کی تصدیق سے سفارش کرا کر معہ ایک ایک پیسہ خرچ محصول ڈاک زیر ذیل پر بھیجدیں پہلے آنیوالی درخواستوں کو ترجیح دی جائیگی

دیکھئے کیا ہو؟

از جناب خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رام پور

نگاہِ یاس و رنگِ زعفرانی دیکھئے کیا ہو
نہ بھولو گے یہ مرگِ ناگہانی دیکھئے کیا ہو

ابھی تو ابتدائے قصہ غم ہے یہ حیرت کیوں
کلیجہ توڑ دے گی یہ کہانی دیکھئے کیا ہو

اٹھو رنگِ وفا سے بزمِ عالم کو کرو رنگیں
یہی تو ہے اصولِ کامرانی دیکھئے کیا ہو

لگا دو حلقہ عہدِ رنج و حرماں ختم ہونے دو
کہ اونچا ہو گیا ہے سر سے پانی دیکھئے کیا ہو

خزاں کا دَور بھی ہے اس کے پیچھے اے ستم راندو
بہارِ عیشِ عہدِ کامرانی دیکھئے کیا ہو

میری امید نصرت نے بڑھایا آپ کا بازو
بوقتِ ذبح میری سخت جانی دیکھئے کیا ہو

عدو کی میٹھی باتیں یاد رکھنا گل کھلائیں گی
چکھائے گی مزہ یہ خوش بیانی دیکھئے کیا ہو

خدا کے سامنے محشر میں اس کے رنگ دیکھو گے
میری آنکھوں کی اب یہ خونفشانی دیکھئے کیا ہو

تمہاری بے نیازی پر بھی گوہر سے دعا گوہر
خدا کی ہے یہ ساری مہربانی دیکھئے کیا ہو

پیر جماعت علی صاحب کی مجلس احرار کی تواضع

۱۲ ستمبر صبح پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیالکوٹ تشریف لائے۔ آپ کا استقبال خوب زور و شور سے کیا گیا۔ لوگوں کے جمگھٹے میں جماعت منزل تشریف لائے۔ زعمائے احرار سیالکوٹ مثلاً خواجہ احمد دین اور سید جعفر شاہ صاحب سیکرٹری مجلس احرار سیالکوٹ اور دیگر احرار نے شرف باریابی کی درخواست کی۔ مگر پیر صاحب نے بدیں الفاظ انکار کیا۔ کہ میں ان غداران قوم۔ ڈاکوؤں سے ملنا نہیں چاہتا۔ احرار نے کوشش تو بہت کی مگر ان کی دال نہ گلی آخر اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئے۔

(نامہ نگار)

امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ

نام	رقم
میزان سابقہ	۴۴۵۳-۷-۶
جماعت احمدیہ نیروبی	۱۱۷-۰-۰
جماعت احمدیہ مڈو ابجند	۵-۱۵-۰
رفیع الزمان صاحب کراچی	۰-۸-۰
محمد اعظم صاحب حیدرآباد	۰-۱۲-۶
جماعت احمدیہ گوجرانوالہ معرفت غلام حیدر صاحب	۷-۸-۰
مستری حسن دین صاحب	۱-۰-۰
محمد جمیل صاحب فیروز پور	۱-۲-۰
مدرسہ دار العلوم قادیان معرفت میاں فضل محمد صاحب	۵-۰-۰
جماعت وزیرآباد معرفت شیخ فضل الٰہی صاحب	۲-۰-۰
سراج الحق صاحب پٹیالہ	۱-۲-۰
مرزا احمد صاحب چاہ احمدیاں	۲-۸-۰
عبدالرحیم صاحب انبالہ	۰-۸-۰
محلہ ریتی چھلہ قادیان معرفت مستری دین محمد صاحب	۱-۰-۰
سید عبدالغفور صاحب نوگجیر	۱-۰-۰
جماعت احمدیہ شملہ	۱-۲-۰
مولوی شیر علی صاحب قادیان	۵-۰-۰
جماعت احمدیہ لاہور	۵-۱۲-۰
جماعت احمدیہ احمد آباد سٹیٹ معرفت عبدالعزیز صاحب	۱-۰-۰
محمدی بیگم صاحبہ لدھیانہ	۲-۸-۰
بنگال پراونشل	۵-۰-۰
جماعت جمشید پور معرفت عبدالرحمن صاحب	۵-۰-۰
فیض احمد صاحب جوکے سدوکے	۱-۰-۰
عنایت علی خانصاحب منڈالہ	۱-۹-۰
حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ	۴-۱۰-۰
محمد ابراہیم صاحب بھبر	۱-۴-۰
مخدوم فاروق احمد صاحب بھیرہ	۱-۰-۰
ملک نصر اللہ صاحب سنجانب جماعت احمدیہ کپالہ	۵۰-۵-۰
جماعت حافظ آباد معرفت شیخ بشیر احمد صاحب	۱۳-۰-۰
رحیم بخش صاحب بیراور	۰-۱۱-۶
جماعت لائل پور	۱-۸-۰
جماعت امڑوال معرفت محمد سلطان صاحب	۵-۰-۰
غلام رسول صاحب خوشاب	۰-۲-۶
جماعت احمدیہ ڈیرہ بابا نانک معرفت شیخ نبی بخش	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

حکومت کے نادان دوست — دوستی کے پردہ میں دشمنی

چودھری افضل حق صاحب کو اگرچہ مولوی عطاء اللہ صاحب اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی جگہ بجگہ ذلت و رسوائی دیکھ کر ابھی تک اتنی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ سٹیج پر آ کر کچھ فرمائیں۔ اور کل تک جن لوگوں کے لیڈر ہونے کا ان کو دعوےٰ تھا۔ ان کے سامنے اپنی صفائی پیش کر سکیں۔ لیکن "مجاہد" کے صفحات میں جو دُر افشانی کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کثرتِ ہموم و غموم کی وجہ سے بیچارے بوکھلا سے گئے ہیں۔ اور جو کچھ لکھتے ہیں محض گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔

حد درجہ مجبور کئے جانے کے بعد حال میں انہوں نے یہ بتانے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے متعلق وہ کیوں سول نافرمانی کرنا موزون سمجھتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"مسجد کی واگزاری کے لئے سول نافرمانی تو اندھیرے میں تیر ہے۔ سول نافرمانی کی طیاری کے لئے ایک لمبی فرصت درکار ہے وہ سول نافرمانی جو مسجد کی واگزاری کی کفیل ہو سکے۔ وہ قوائے ملت کی ایسی تنظیم چاہتی ہے۔ جو انگریزی فوج اور ہندو سکھ کی متحدہ طاقت سے ٹکرا لے۔ اور انہیں پاش پاش کر دے۔"

اس کا بظاہر مطلب تو یہ ہے۔ کہ نہ نو من تیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچیگی۔ لیکن در اصل اس طرح حکومت کے مقابلہ میں تشدد سے کام لینے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ چودھری افضل حق صاحب کے نزدیک آج سول نافرمانی اندھیرے میں تیر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ سول نافرمانی کی تیاری کے لئے لمبی فرصت درکار ہے۔ اور تیاری ایسی ہونی چاہیئے۔ جو کہ انگریزی فوج اور ہندو سکھ کی متحدہ طاقت کو پاش پاش کر دے۔ ذرا اپنے مُونہہ سے اپنے آپ کو "نادان" قرار دینے والے کی اس بیہودہ سرائی پر دانا غور فرمائیں۔ اور اندازہ لگائیں۔ کہ مسلمانوں کو برطانیہ ایسی حکومت کو پاش پاش کرنے اور ہندوستان کے تمام غیر مسلموں کا صفایا کرنے کی طاقت پیدا کرنے کی تلقین کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ جب انگریز کی طاقت کو پاش پاش کر دینے کی طاقت مسلمان پیدا کر لیں گے تو کیا اس وقت ان کے پیش نظر صرف مسجد شہید گنج کا واگزار کرانا ہی ہوگا۔ اور جب اسے واگزار کرا لینگے تو اپنی ساری طاقت اور قوت کو تہہ کر کے رکھ دیں گے۔

غور فرمایئے۔ اس قدر طاقت حاصل کر لینے کے بعد سول نافرمانی کرنے کا مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ سول نافرمانی کا مفہوم تو یہ ہے۔ کہ جس حکومت کے ماتحت کوئی قوم ہو۔ اس سے کوئی مطالبہ منوانے کے لئے اس کے کسی قانون کو توڑنا مگر تشدد کے قریب بھی نہ جانا لیکن جو قوم کسی قوم کو پاش پاش کر سکتی ہو۔ وہ اس کے ماتحت ہی کیونکر رہ سکتی ہے۔ کہ اسے سول نافرمانی کرنے کی ضرورت پیش آئے۔

چودھری افضل حق نے بظاہر تو یہ کلیہ ایجاد کر کے حکومت کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اور نہ معلوم کہاں کہاں حصول مقصد کے لئے اسے پیش کر کے بتائیں گے۔ کہ دیکھو ہم نے سول نافرمانی کے خلاف کیسا نکتہ پیش کیا۔ نہ مسلمانوں میں ایسی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ سول نافرمانی کرنے کی ہم سے خواہش کر سکتے ہیں۔ لیکن در اصل انہوں نے یہ کہکر کہ سول نافرمانی کرنے کے لئے انگریزی فوج اور ہندو سکھ کی متحدہ طاقت کو پاش پاش کرنے کی طاقت پیدا کرو۔ حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کی طرف مسلمانوں کی راہنمائی کی ہے۔ کیونکہ ایسی طاقت پیدا کرنے کے بعد کوئی قوم نہ تو کسی غیر قوم کے ماتحت رہ سکتی ہے۔ اور نہ تشدد سے بچ سکتی ہے۔ وہ اگر مقابلہ پر کھڑی ہوگی۔ تو مسلح ہو کر کھڑی ہوگی۔ اور یقینی طور پر کشت و خون تک نوبت پہونچے گی۔ ورنہ ایسی طاقت پیدا کرنے کا مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ پھر دوسری طاقت کو پاش پاش کرنے کے بعد وہ یہ نہ کہے گی۔ کہ چونکہ فلاں مطالبہ پورا ہو گیا ہے۔ اس لئے اب میں پھر تمہاری اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈالے لیتی ہوں۔ بلکہ اسے اپنے ماتحت رکھنے کی کوشش کرے گی۔ لیکن احرار کے "عقل کل" مسلمانوں سے یہ فرما رہے ہیں۔ کہ جب تم انگریزی فوج۔ اور ہندو سکھ کی متحدہ طاقت کو پاش پاش کرنے کی طاقت پیدا کر لو۔ اس وقت حکومت کے خلاف کھڑے ہو کر اسے پاش پاش کر دینا۔ اور اس کا نام سول نافرمانی رکھ لینا۔ یہ کھلم کھلا مسلح بغاوت کی تلقین نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ جس سے احرار صریح طور پر حکومت کے نادان دوست ثابت ہو رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو سول نافرمانی سے تو اس وقت روکنا چاہتے ہیں۔ اور محض اس لئے روکنا چاہتے ہیں۔ کہ حکومت کے ساتھ ان کے جو نئے تعلقات قائم ہوئے ہیں۔ ان سے استفادہ کر سکیں۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کی تلقین کر رہے ہیں۔ کہ حکومت کو پاش پاش کرنے کی طاقت پیدا کر کے اس کے خلاف کھڑے ہو جانا۔ حکومت اگر ان کے اس طریق عمل پر غور کرے گی۔ تو اسے بھی سخت حیرت ہوگی کہ یہ عجیب لوگ ہیں۔ جو ایک طرف تو حکومت کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا دم بھرتے ہیں۔ اور سول نافرمانی میں روڑے اٹکانے کو اپنی بیش بہا خدمات قرار دیتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف مسلمانوں سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ حکومت کے خلاف کھڑے ہونے کے لئے ایسی طاقت پیدا کرو۔ جو اسے پاش پاش کر دے۔

یہ در اصل اس بغض و عناد کا نتیجہ ہے جو احرار کے دلوں میں شروع سے حکومت کے متعلق جاگزین ہے۔ اور جس کا مظاہرہ بارہا وہ کر چکے ہیں۔ وہ ایک طرف تو چاہتے ہیں۔ کہ آج کل حکومت پر اپنی وفاداری اور خدمت گزاری کا اعتماد جما کر فوائد حاصل کریں۔ اور دوسری طرف ان کی یہ بھی خواہش ہے۔ کہ مسلمانوں کو حکومت کے خلاف تباہ کن اور امن شکن تیاریوں میں مصروف رکھیں۔ تا کہ جب حکومت کی طرف سے انہیں مایوسی ہو۔ تو وہ مسلمانوں کو اس کے خلاف استعمال کر سکیں۔ اگرچہ عامۃ المسلمین احرار کی فریب کاریوں سے بڑی حد تک واقف ہو چکے ہیں۔ تاہم انہیں ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ نہ صرف خلافِ امن اور خلاف قانون کارروائیوں کے قریب نہ جائیں۔ بلکہ حکومت کے مقابلہ میں تشدد سے کام لینے کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیں۔

پیر جماعت علی شاہ کے خلاف
مولوی ثناء اللہ صاحب کی خواہ مخواہ فتنہ انگیزی

اس وقت جبکہ مسلمانان پنجاب کے وہ لیڈر جو بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کی راہنمائی کے دعویدار تھے۔ اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت نہ صرف مسجد شہید گنج کے تحفظ کے لئے کوئی جدوجہد کرنے سے کنی کترا گئے۔ بلکہ اس میں روکیں پیدا کرنے لگ گئے۔ اور علماء کہلانے والے حجروں میں دبک گئے۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے مسلمانوں کو متحد کر کے مسجد شہید گنج کے تحفظ کے لئے کوشش شروع کی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا ان کے عقائد کا ذکر چھیڑ دینا اور نہایت اشتعال انگیز رنگ میں چھیڑنا بے وقت کی راگنی اور خواہ مخواہ کی فتنہ انگیزی ہے جس کی غرض سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اس مقصد کو نقصان پہنچ جائے جس کے لئے پیر صاحب اکیلے

پریذیڈنٹ آل انڈیا نیشنل لیگ کا ایک اہم اعلان

۲۰ ستمبر کو یوم احتجاج مسجد شہید گنج منایا جائے!

جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔اے ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ لاہور نے بحیثیت صدر آل انڈیا نیشنل لیگ حسب ذیل بیان شائع کیا ہے:۔

ماتحت نیشنل لیگوں کی طرف سے پیہم یہ استفسار ہو رہا ہے۔ کہ یوم احتجاج مسجد شہید گنج کے متعلق ہمارا مسلک کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ نیشنل لیگ کے مقاصد میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے۔ کہ ملک کے مختلف طبقات میں تعلقات کی استواری کی کوشش کی جائے۔ اور اس کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کی مختلف قومیں ایک دوسرے کے مذہبی بزرگوں اور مقدس مقامات اور عبادتگاہوں کا احترام کریں۔ بدقسمتی سے اس ملک میں ابھی تک ایسی فضا پیدا نہیں ہوئی۔ کہ ہم بلالحاظ اس امر کے کہ غلطی کرنیوالے افراد کس مذہب اور قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ افعال شنیعہ کے خلاف مشترکہ آواز اٹھائیں۔ حالانکہ ہندوستان کی سیاسی جدوجہد کی کامیابی بہت حد تک ایسی فضاء کے پیدا ہونے پر منحصر ہے۔

مسجد شہید گنج کا مسئلہ کوئی ایسا سوال نہ تھا جسے فرقہ وارانہ رنگ دیا جاتا۔ عام حالات میں چاہئے تو یہ تھا۔ کہ اس فعل کے خلاف سب سے پہلی آواز خالصہ بھائیوں کی طرف سے بلند ہوتی لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ اور ہمارے ہندو بھائیوں نے بھی اس مسئلہ کی طرف مناسب توجہ نہیں دی۔ بلکہ کسی حد تک ان لوگوں کے ممد اور معاون رہے ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کو منہدم کر کے ملکی فضاء کو بہت مسموم کر دیا ہے۔

میرے نزدیک ہر طبقہ کے قوم پرور حریت پسند افراد کا مسجد شہید گنج کے انہدام پر یوم احتجاج منانا اہل ہند کی قومی حیات اور سیاسی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ آل انڈیا نیشنل لیگ یقیناً ابتک آئینی جدوجہد کے اعتبار سے نمایاں طور پر حصہ لیتی لیکن بدقسمتی سے ایک جماعت نے اپنی مخصوص اغراض کے پیش نظر ہمارے بعض بھائیوں کے نظریہ میں ایسی غلط تبدیلی پیدا کر دی کہ ہمارا حصہ لینا بدگمانی کا موجب بن سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اب اس پارٹی کی حقیقت لوگوں پر کھل چکی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ سب شہید گنج کے قضیہ کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مسلمانوں پر پھبتیاں اڑاتے ہیں۔ جو حرمت مسجد کیلئے ہر قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیشنل لیگیں بھی اپنے طرز عمل میں تغیر پیدا کریں۔ اور اس خیال سے بے نیاز ہو جائیں۔ کہ یہ دشمنان قوم و ملت ہمارے افعال کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پس میں نیشنل لیگوں کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو سیاہ جھنڈیوں اور سیاہ نشانوں کے ساتھ شہادت مسجد شہید گنج کے خلاف احتجاج کریں۔ اور اپنی آواز کو پُرامن طریق سے موجودہ حکومت تک پہنچا دیں مجھے افسوس ہے۔ کہ اس ضمن میں حکومت سے بہت سی کوتاہیاں ہوئیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ حکومت اب بھی رائے عامہ کا احترام کرتی ہوئی ان کوتاہیوں کا سدباب کریگی۔

بالآخر میں اپنے ان بھائیوں کو جنکے دل طبعاً سخت مجروح ہوئے ہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مسجد کا معاملہ ایک اصولی مسئلہ ہے۔ جس کا اثر تمام قوم پر بحیثیت مجموعی پڑتا ہے۔ اور اگر اس کی روک تھام نہ ہوئی۔ تو ملک کی سیاست ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائیگی۔ اور ترقی کی دوڑ میں یہ ملک ہمیشہ کیلئے پیچھے رہ جائیگا۔ آل انڈیا نیشنل لیگ ہر ممکن جائز طریق سے اس قضیہ کے سلجھانے کیلئے مستعد اور تیار ہے۔ لیکن اسکے نزدیک، حیات ملی اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ سول نافرمانی سے پرہیز کیا جائے۔ بیسیوں ایسے طریق ہیں۔ جو آئین کے اندر رہتے ہوئے بھی ہمیں اپنے مقاصد میں کامیاب کر دیں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

اس موقع پر میں ہندوستان کی تمام قوموں سے یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی مشترکہ طور پر اپنی آواز مسجد شہید گنج کے انہدام کے خلاف اٹھائیں۔ اور اس طرح اس قضیہ کے نپٹانے میں ہمارے معین و معاون بنیں کہ ملک میں صلح و آشتی و حقیقی امن کے قیام کے لئے ساعی ہوں:

(دستخط) شیخ بشیر احمد۔ پریذیڈنٹ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق ایک اعتراض کا

جواب

ایک گزشتہ اشاعت میں بتایا جا چکا ہے کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شروع میں یہی ارادہ تھا۔ کہ حقانیت اسلام کے متعلق ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں تین سو دلائل فضیلت اسلام کے بیان ہوں اور اسی غرض کے لئے آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف شروع فرمائی۔ مگر دوران تحریر میں جب خدا تعالےٰ نے آپ کو اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا۔ اور آپ کی توجہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ تو اس ارادہ کی تکمیل ظاہری صورت میں نہ ہو سکی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا کہ

"اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں۔ کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے بلکہ جس طور سے خدا تعالےٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۲)

ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ فضیلت اسلام ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن پاکیزہ ارادوں کے ماتحت براہین احمدیہ لکھنی شروع فرمائی تھی۔ انہیں خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کے قلم سے اسّی کے قریب ایسی بے نظیر کتب لکھوائیں جن میں وہ تمام دلائل بالتفصیل مرقوم ہیں جن سے اسلام دیگر ادیان پر غالب ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس مقصد کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرے۔ تو اسے اسلام کی سچائی کا ثبوت ان میں سورج سے بھی زیادہ درخشاں نظر آئے گا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ کے بعد جس شان میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوئے۔ یعنی نبوت و رسالت اور مسیحیت و مہدویت کا خلعت پہن کر۔ وہ بذاتِ خود حقانیت اسلام کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کہ اگر تین سو سے زیادہ دلائل بھی حقانیت اسلام کے براہین احمدیہ میں رقم کئے جاتے۔ تو ان سے اسلام کو اتنا فائدہ ہرگز نہ پہنچ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ خواہ کس قدر اسلام کی حقانیت کے علمی دلائل پیش فرماتے۔ قرآن مجید سے بڑھ کر نہ ہو سکتے۔ مگر مسلمان جب قرآن مجید کے ہوتے ہوئے اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب ثابت نہ کر سکتے تھے تو ان تین سو دلائل سے کیونکر فائدہ اٹھاتے اگر اسلام غالب ثابت ہوتا بھی تو محض علمی رنگ میں۔ مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو ماموریت کی شان عطا فرما کر اسلام کی حقانیت کا ایک زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر دیا بس قطع نظر ان عظیم الشان تحریرات کے جو بعد میں خدا تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ سے شائع کرائیں اور قطع نظر ان سینکڑوں اشتہارات اور تقریروں کے جو آپ نے صداقت اسلام پر کیں۔ براہین احمدیہ کی تکمیل سے جس قدر حقانیت اسلام ظاہر ہو سکتی تھی۔ اس سے بہت زیادہ آپ کے وجود کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ظاہر ہوئی۔ اور یہی خدا تعالےٰ چاہتا تھا۔ کہ دنیا پر اپنے زندہ اور تازہ آسمانی نشانات سے حقانیت اسلام ظاہر کرے

غرض حقانیت اسلام کے متعلق اللہ تعالےٰ کا جو منشا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ اور اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں لیظہرہٗ علی الدین کلّہٖ کا نشان ظاہر ہو گیا یہ حقانیت اسلام کو اس قدر نمایاں کر دینے والا نشان ہے۔ کہ اس کے ماتحت ہر وہ معجزہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اور اگر اس رنگ میں غور کیا جائے۔ تو صداقت اسلام کے ہزاروں دلائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش فرمائے۔

براہین احمدیہ کی عدم تکمیل کے متعلق یہ بتانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو مخالفین سلسلہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ براہین نامکمل رہ گئی۔ اور آپ نے اپنے وعدوں کا پاس نہ کیا۔ لیکن دراصل اس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان مخفی ہے اور وہ اس طرح کہ ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رویا دیکھا۔ جس کا براہین احمدیہ میں آپ نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے:۔

"اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اسی زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا۔ کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی۔ کہ وہ ایسی کتاب ہے۔ کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی۔ تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ کہ جو امرود سے مشابہ تھا۔ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا۔ تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا۔ کہ آنجناب کا ہاتھ مرفق مبارک تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازے سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرتؐ کے معجزے سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرتؐ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی۔ کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا۔ اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی۔ اور اس نے وہیں کھا لی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی۔ کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔"

یہ خواب درج کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ خواب ہے۔ کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہی دنوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے پچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں۔ کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں۔ اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا۔ کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کس قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے میں بوعدۂ انعام کثیر پیش کر کے حجت اسلام ان پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزاء اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے۔ ان کے ظہور کا منتظر رہنا چاہیئے۔ کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔" (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۸ تا صفحہ ۲۵۰ حاشیہ)

اس خواب سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حقانیت اسلام پر زبردست دلائل کا مجموعہ وہ میوہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے طفیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملا۔ اس میوہ سے شہد تو بہت نکلا۔ مگر مسلمان کہلانے والوں کے حصہ میں صرف ایک قاش آئی۔ کیونکہ وہ شخص جو مردہ تھا اور پھر زندہ ہوا۔ اسلام کا تمثل تھا۔ اسی لئے آخر میں حضور نے فرمایا۔ "یہ دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔" اس رویا کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقائق و معارف کا بہت سا شہد خدا تعالےٰ نے دیا۔ مگر مسلمانوں کو صرف ایک قاش براہین احمدیہ کی شکل میں ملی۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں ایک ہی دلیل صفحہ ۱۳۲ سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد حکمت الٰہی سے یہ کتاب بند ہو گئی۔ اور سلسلۂ صداقت اسلام ایک دوسرے نہج پر منتقل ہو گیا۔ یہ جو کچھ ہوا۔ خدا تعالےٰ کی پہلے سے بتائی ہوئی خبر کے مطابق ہوا۔ کہ اسلام والوں کو صرف

ڈپٹی عبداللہ آتھم کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مشروط پیشگوئی

(۱)

"الفضل" ۲۲ اگست میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ الوہیت مسیح کے عقیدہ کی شکست فاش" کے زیر عنوان اس حقیقت کو مبرہن کیا گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیات مسیح ناصری کے عقیدہ کا قرآن کریم احادیث بلکہ اناجیل کے رو سے نہایت مکمل اور ناقابل تردید عقلی دلائل کے ساتھ بطلان کرکے اور آپ کو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ نبی اور انسان ثابت کرکے قصر الوہیت مسیح کو پاش پاش کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اعلےٰ طبقہ کے مسلمان بلکہ ان کے عالم اور حافظ قرآن بھی مسیحی دلائل کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر عیسائیت کے حلقہ بگوش بن رہے تھے۔ لیکن اب کوئی ایسا انسان عیسائیت کے پھندے میں نہیں پھنستا۔ بس کوئی سلیم الفطرت انسان اس امر کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وفات مسیح کے مسئلہ کے ذریعہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے ثابت کیا۔ صلیب کو توڑ دیا۔ اور الوہیت مسیح کے عقیدہ کی بنیاد کو ایسا متزلزل کر دیا۔ کہ اب عیسائیوں کے لئے اس پر کچھ تعمیر کرنا ناممکن ہے

اس مضمون کے جواب میں احمدیت کے ناکام حریف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے فرسودہ و پامال شدہ طرز بیان سے کام لیکر "اہلحدیث" میں ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے الوہیت مسیح کو پاش پاش کر دیا جبکہ پادری عبداللہ آتھم کے متعلق آپ نے ایک پیشگوئی کی۔ اور وہ پوری نہ ہوئی۔ گویا الوہیت مسیح کا عقیدہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک اسی صورت میں معدوم ہو سکتا تھا جبکہ عبداللہ آتھم پیشگوئی کی میعاد کے اندر مر جاتا۔ چونکہ وہ مرا نہیں اس لئے الوہیت مسیح کا عقیدہ بھی پاش پاش نہ ہوا۔ مگر یہ نظریہ سخت کوتاہ بینی اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ کسی شخص واحد کی موت سے دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک قوم اپنے عقیدہ کو جو صدیوں سے اس کے دلوں میں راسخ ہو ترک کر دے۔ اور نہ اس طرح کسی عقیدہ کو پاش پاش کیا جا سکتا ہے۔ عقائد ہمیشہ دلائل کے ساتھ باطل ہوتے ہیں۔ اور دلائل کے ذریعہ جب کسی عقیدہ کا بے بنیاد ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ پاش پاش ہو گیا۔ الوہیت مسیح کا عقیدہ بھی اس طرح باطل ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلائل و براہین سے حضرت مسیح ناصری کو وفات یافتہ ثابت کر دیا۔ اور اس طرح وہ بنیاد اکھڑ گئی جس پر الوہیت مسیح کا قصر تعمیر کیا گیا تھا پادری عبداللہ آتھم کا میعاد مقررہ کے اندر نہ مرنا ایک الگ سوال ہے۔ جس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوہیت مسیح کے عقیدہ کو پاش پاش کیا یا نہیں۔ گو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس امر کا تو ذکر نہیں کیا جسے "الفضل" میں پیش کیا گیا تھا۔ کہ وفات مسیح کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوہیت مسیح کے عقیدہ کو توڑ دیا اور ایک نیا امر پیش کر دیا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کو حق طلبی منظور نہیں۔ بہرحال چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پادری عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر کسی قدر روشنی ڈالی جائے۔

مولوی صاحب کا اعتراض یہ ہے۔ کہ "مرزا صاحب کا طرۂ امتیاز وہ پیشگوئی ہے۔ جو آتھم کے متعلق کی گئی ہے۔ یعنی وہ بسزائے موت پندرہ ماہ کے عرصہ میں مر جائے گا۔ یہاں پر پہونچ کر مطلع صاف ہے۔ کیا یہ طرۂ امتیاز مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حسب پیشگوئی مرزا صاحب ڈپٹی آتھم کی عمر کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھا۔ مگر ان کی موت ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو واقع ہوئی۔ یعنی میعاد پیشگوئی (پندرہ ماہ) سے قریباً دو سال بعد۔"

اس اعتراض کا جواب دینے سے پیشتر یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم سے امرتسر میں ۱۸۹۳ء میں ۲۲ مئی سے ۵ جون تک پندرہ دن عیسائیت کے بنیادی مسائل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مباحثہ ہوتا رہا۔ پندرھویں دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر یہ اعلان فرمایا۔ کہ "آج رات جو مجھ پر کھلا۔ وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی۔ کہ تو اس امر میں فیصلہ کر۔ اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس دن مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ **بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے**۔ اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔" (جنگ مقدس)

اس پیشگوئی کی بنیاد یہ تھی۔ کہ عبداللہ آتھم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دجال کہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے شدید رنج پہونچا۔ اور آپ برابر اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہے۔ جس کا جواب پیشگوئی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ "عبداللہ آتھم نے مباحثہ سے کچھ دن پہلے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دجال کا لفظ لکھا تھا۔ جیسا کہ کتاب جنگ مقدس کے آخری صفحہ میں اس کا ذکر ہے۔ وہ شرارت اور شوخی اس کی مجھے تمام ایام بحث میں یاد رہی۔ اور میں دل و جان سے چاہتا تھا۔ کہ اس کی سرزنش کی نسبت کوئی پیشگوئی خدا تعالیٰ سے پاؤں" (نزول المسیح صفحہ ۱۶۳) پھر فرماتے ہیں:۔ "جب بحث کے دن ختم ہو گئے تو میں نے خدا تعالےٰ کی طرف سے اطلاع پائی۔ کہ اگر آتھم اس شوخی اور گستاخی سے توبہ اور رجوع نہیں کرے گا۔ جو اس نے دجال کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی کتاب میں لکھا۔ تو وہ ہاویہ میں پندرہ ماہ کے اندر گرایا جائیگا۔" (ایضاً)

ان اقتباسات سے دو باتیں ظاہر ہیں۔ اول یہ کہ پیشگوئی کی بنیاد یہ تھی۔ کہ آتھم نے اندرونہ بائیبل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دجال کا لفظ لکھا تھا۔ دوسرے پیشگوئی میں صاف یہ الفاظ موجود تھے۔ کہ "بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے" جسکا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا۔ تو عذاب اس سے ہٹایا جائے گا۔ بہرحال جب یہ پیشگوئی کی گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھرے مجمع میں آتھم کو یہ شرطی پیشگوئی سنائی۔ تو بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "اس (آتھم) کا رنگ فق اور چہرہ زرد ہو گیا۔ اور ہاتھ کانپنے لگے۔ تب اس نے بلاتوقف اپنی زبان مونہہ سے نکالی۔ اور دونوں ہاتھ کانوں پر دھر لئے۔ اور ہاتھوں کو معہ سر کے ہلانا شروع کیا۔ جیسا کہ ایک ملزم خائف ایک الزام سے سخت انکار کرکے توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اور بار بار لرزتی ہوئی زبان سے کہتا تھا۔ کہ توبہ توبہ میں نے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی۔ اور میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہرگز ہرگز دجال نہیں کہا۔ اور کانپ رہا تھا۔ اس نظارہ کو نہ صرف مسلمانوں نے دیکھا بلکہ ایک جماعت کثیر عیسائیوں کی بھی اسوقت موجود تھی۔ جو اس عجز و نیاز کو دیکھ رہی تھی۔" (نزول المسیح صفحہ ۱۶۴) اس کے بعد مزید تغیر آتھم میں یہ ہوا کہ اس دن سے جو اس نے پیشگوئی کو سنا۔ اسلام پر حملہ کرنا بکلی چھوڑ دیا۔ اور پیشگوئی کا خوف اس کے دل پر روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا۔ اور اس کا آرام اور قرار جاتا رہا۔ اور یہاں تک اس نے اپنی حالت میں تبدیلی کی۔ کہ اپنے پہلے طریق کو جو ہمیشہ مسلمانوں سے مذہبی بحث کرتا تھا۔ اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھتا تھا۔ بالکل چھوڑ دیا۔ اور ہر ایک کلمۂ توہین اور استخفاف سے اپنا مونہہ بند کر لیا بلکہ اس کے مونہہ پر مہر لگ گئی۔ اور خاموش اور غمگین رہنے لگا۔ اور اس کا غم اس درجہ تک پہنچ گیا کہ آخر وہ زندگی سے نومید ہو کر بے قراری کے ساتھ اپنے عزیزوں کی آخری ملاقات کے لئے شہر بشہر دیوانہ پن کی حالت میں پھرتا رہا" (ایضاً) غرض آتھم نے

مسجد شہید گنج کے انہدام کا قانونی پہلو!

قانونی خدمات بجالانے کی پیشکش

(از جناب میر محمد بخش صاحب احمدی بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی گوجرانوالہ)

ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بار ایٹ لاء کے اس بیان سے جو چند روز ہوئے اخبارات میں مسجد شہید گنج کی نسبت شائع ہوا۔ مجھے یہ تحریک ہوئی ہے۔ کہ میں بھی اس معاملہ کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے بیان میں وضاحت سے ثابت کیا ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے انہدام کے واقعات پر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے۔ اور مجھے ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ میں کلی اتفاق ہے۔

دفعہ ۲۹۵ کے الفاظ اور مطلب

دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے الفاظ یہ ہیں "جو کوئی کسی عبادتگاہ یا کسی شئے کو جو لوگوں کے کسی فرقہ کے نزدیک متبرک سمجھی جاتی ہو۔ خراب کرے۔ معرض پہنچائے یا نجس کرے۔ انکے ذریعہ سے لوگوں کے کسی فرقہ کے مذہب کی توہین کرنیکی نیت سے یا اس امر کے احتمال کے علم سے کہ لوگوں کا کوئی فرقہ اس کو خراب کرنے معرض پہنچانے یا نجس کرنے کو اپنے مذہب کی توہین سمجھیگا۔ تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے۔ یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی"۔

اس دفعہ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے چار جزو ہیں۔ اور اگر کسی شخص کا فعل ان چار جزوں میں سے کسی جزو کے ماتحت آجائے تو وہ جُرم زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے ارتکاب کا مرتکب ہوگا۔ وہ ہر چہار جزو حسب ذیل ہیں

اوّل۔ اگر کوئی شخص کسی عبادتگاہ کو جو کسی فرقہ کے نزدیک متبرک ہو۔ خراب کرے ..... اس نیت سے کہ ایسا کرنے سے کسی فرقہ کے مذہب کی توہین ہو۔

دوم۔ اگر کوئی شخص کسی عبادتگاہ کو جو کسی فرقہ کے نزدیک متبرک ہو۔ خراب کرے ...... اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے کہ ایسا کرنے سے کوئی فرقہ اپنے مذہب کی توہین سمجھیگا۔

سوم۔ اگر کوئی شخص کسی شئے کو جو کسی فرقہ کے نزدیک متبرک ہو۔ خراب کرے ... اس نیت سے کہ ایسا کرنے سے کسی فرقہ کے مذہب کی توہین ہو۔

چہارم۔ اگر کوئی شخص کسی شئے کو جو کسی فرقہ کے نزدیک متبرک ہو۔ خراب کرے .... اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے کہ ایسا کرنے سے کوئی فرقہ اپنے مذہب کی توہین سمجھیگا تو ایسا شخص جرم زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے ارتکاب کا مرتکب ہوگا۔

مسجد شہید گنج اب بھی مسجد ہی ہے

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے انہدام کے واقعات ان میں سے کس جزو کے ماتحت آتے ہیں۔ اور کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنے کے لئے پہلی حل طلب بات یہ ہے۔ کہ آیا مسجد شہید گنج کسی فرقہ کی عبادتگاہ ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو کیا عبادتگاہ ہونے کی وجہ سے اس فرقہ کے نزدیک متبرک ہے۔ یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ مسجد کے انہدام کے وقت تک مسلمان۔ سکھ اور خود حکومت بھی اسے مسجد ہی تصور کرتی رہی ہے اور پرانی مستند تواریخ۔ سرکاری کاغذات اور متعلقہ فیصلہ جات میں بھی اس کا ذکر بطور مسجد موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالی ہے لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ دوسری طرف سے اعتراض کیا جائے کہ چونکہ یہ مسجد ایک مدت سے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکی ہے۔ اور بطور عبادتگاہ استعمال نہیں ہوتی رہی۔ اس لئے اب یہ نہ تو مسجد ہے۔ اور نہ عبادت گاہ۔ اس امر کا فیصلہ کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ اس بات کا تصفیہ کیا جائے۔ کہ وہ کونسا قانون ہے جس کے رو سے یہ مسجد کافی دیر سے مسلمانوں کے قبضے سے نکل جانے اور بطور عبادت گاہ استعمال نہ ہونے کی وجہ سے مسجد یا عبادت گاہ نہیں رہی۔ چونکہ شروع میں یہ مسلمانوں کی مسجد تھی۔ اس لئے اس امر کا فیصلہ اسلامی قانون کی رُو سے ہی ہونا چاہئے۔ کہ آیا اب یہ مسجد رہی ہے۔ یا نہیں۔ پنجاب لاز ایکٹ کی دفعہ ۵ اس طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جس میں مذکور ہے۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی اوقاف کے حقوق کا فیصلہ دھرم شاستر اور اسلامی قانون کی رُو سے کیا جانا چاہئے۔ ماسوائے ایسی حالت کے کہ اس میں کسی ایکٹ یا رسم کے ذریعہ سے ترمیم یا تنسیخ ہوگئی ہو۔ مسلمانوں کے اوقاف کی نسبت ایکٹ پاس کئے گئے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی میں یہ درج نہیں۔ کہ اگر کوئی وقف شدہ جائداد غیر مسلموں کے قبضہ میں چلی جائے۔ تو وہ وقف تصور نہ ہوگی۔

شائد دوسری طرف سے کہا جائے۔ کہ ایکٹ میعاد دفعہ ۲۸ میں درج ہے۔ کہ اگر کوئی شخص متعینہ میعاد تک کسی دیگر شخص کی جائیداد پر مخالفانہ طور پر قبضہ رکھے۔ تو مؤخر الذکر شخص کا حق اس جائیداد کو واپس لینے کا جاتا رہے گا۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ اس دفعہ کی رُو سے اس جائداد کے مالک کا جائیداد کو واپس لینے کا حق تو جاتا رہیگا لیکن قبضہ مخالفانہ کی وجہ سے اس جائداد کی نوعیت پر کسی قسم کا اثر نہ ہوگا۔ یعنی اگر کوئی مسجد زائد از ۱۲ سال غیروں کے قبضہ میں رہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا اُسے واپس حاصل کرنے کا حق جاتا رہے لیکن باوجود اس مخالفانہ قبضہ کے مسجد مسجد ہی رہے گی۔ اور اس کی نوعیت میں کسی قسم کا فرق نہ آئے گا۔ اور مسلمان اس کو اسی احترام کی نظر سے دیکھینگے۔ جیسے کہ پہلے دیکھتے تھے۔ غرضیکہ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آیا مسجد بوجہ دوسروں کے قبضہ میں چلے جانے کے اور بطور عبادت گاہ استعمال نہ ہونے کے مسجد ہی ہے یا نہیں۔ ہمیں اسلامی قانون کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور اسلامی قانون میں مسجد وقف قرار دی گئی ہے اور وقف شے کا مالک خدا ہوتا ہے۔ اس لئے مسجد شہید گنج کی عمارت باوجود سکھوں کے قبضہ میں چلے جانے کے اور بطور عبادت گاہ استعمال نہ ہونے کے پھر بھی مسجد ہے۔

مسجد شہید گنج کو مسلمان مقدس مقام سمجھتے ہیں

دوسرا حل طلب سوال یہ ہے۔ کہ آیا مسجد شہید گنج کی عمارت مسلمانوں کے نزدیک متبرک ہے۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ خواہ اس عمارت کو مسلمانوں کی عبادت گاہ تصور کیا جائے۔ یا نہ۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک یہ جگہ یقیناً متبرک اور مقدس ہے۔ انہدام کے قبل اور مابعد کے واقعات خود اس پر شاہد ہیں۔ کہ مسلمانوں نے جب یہ سُنا کہ سکھوں کا ارادہ مسجد شہید گنج کو گرا دینے کا ہے۔ تو ان میں ایک ہیجانِ عظیم پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر مسجد کے اردگرد اپنے جذبات کا مظاہرہ شروع کر دیا جس کی وجہ سے حکومت کو اعلان کرنا پڑا۔ کہ تا تصفیہ بذریعہ باہمی مصالحت گوردوارہ اور مسجد شہید گنج کی حفاظت کی جائے گی۔ اگر یہ جگہ مسلمانوں کے نزدیک متبرک نہ تھی۔ اور یہ ان کا مقدس مقام نہ تھا۔ تو حکومت کو اس کی حفاظت کی کیا ضرورت تھی۔ پھر جب مسجد شہید گنج کو سکھوں نے حکومت کی سنگینوں اور رائفلوں کے سایہ تلے گرا دیا۔ تو مسلمان تڑپ اُٹھے۔ اور ان کے جذبات ایسی بُری طرح مجروح ہوئے۔ کہ وہ لاٹھی چارج اور رائفل چارج کے سامنے بھی ڈٹے رہے۔ اور اپنی جانیں دے دیں۔ اگر یہ مقام ان کے نزدیک متبرک نہ تھا۔ تو وہ کیوں بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور نہ صرف تیار ہو گئے بلکہ واقعہ میں ایسی قربانی کر دی۔

غرضکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ یہ مقام مسلمانوں کے نزدیک بے حد متبرک ہے۔ اور اس کے گرائے جانے کی وجہ سے یقینی طور پر ان کے مذہب کی توہین ہوئی ہے۔ اور وہ اس کو مذہبی توہین تصور کرتے ہیں۔

مسجد کا انہدام مسلمانوں نے اپنے مذہب کی توہین سمجھا

تیسرا حل طلب سوال یہ ہے۔ کہ آیا سکھوں نے

اس نیت سے مسجد شہید گنج کو گرایا۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کی توہین ہو۔ یا اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے گرایا۔ کہ ایسا کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی توہین سمجھیں گے۔ دوسرے سوال کی بحث سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کے پبلک مظاہرات کی وجہ سے سکھوں کو بخوبی علم ہو چکا تھا۔ کہ مسلمان مسجد شہید گنج کو متبرک خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے گرائے جانے کی خبر کو سن کر وہ بے حد بے چین ہوئے ہیں۔ ان حالات میں مسجد شہید گنج کو گرانا اسی نیت سے ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے جذبات مذہبی کو مجروح کیا جائے بحث کے لئے اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ کہ سکھ مسجد شہید گنج کو اپنی عمارت تصور کرتے تھے۔ اور ان کو حق تھا۔ کہ جس طرح چاہیں اسے استعمال کریں۔ اور انہوں نے اپنے جائز حقوق کے استعمال میں مسجد کو گرایا نہ کہ مسلمانوں کے مذہب کی توہین کرنے کی نیت سے۔ تاہم اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ان کو اس امر کا احتمال تھا۔ کہ ان کے مسجد کو گرانے کے فعل کو مسلمان اپنی مذہبی توہین تصور کریں گے۔ اور ان کے مذہبی جذبات بہت بری طرح مجروح ہوں گے۔ اور نہ صرف ایسا احتمال تھا۔ بلکہ گردو پیش کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں یقینی علم تھا۔ کہ ان کے فعل کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین ہو گی اور مسلمانوں میں جوش پھیل جائے گا۔ اس لئے خواہ انہوں نے یہ فعل مذہبی توہین کرنے کی نیت سے کیا یا اس امر کا علم رکھتے ہوئے کیا۔ کہ اس سے مسلمانوں کی مذہبی توہین ہو گی۔ بہر حال ان کا یہ فعل دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کی رو سے جرم ہے۔

نتائج

مندرجہ بالا سوالات پر غور کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اولاً یہ کہ چونکہ مسجد شہید گنج مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ ان کے نزدیک ایک متبرک مقام ہے۔ اور سکھوں نے اس نیت سے اسے گرایا۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کی توہین ہو۔ اس لئے جرم دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے پہلے جزو کے ماتحت آتا ہے۔ دوم اگر اس امر کے احتمال کا علم رکھتے ہوئے سکھوں نے مسجد کو گرایا۔ کہ مسلمان اس کو مذہبی توہین تصور کریں گے۔ تو جرم دفعہ مذکور کے جزو دوم کے ماتحت آ جائے گا۔ سوم اگر مسجد شہید گنج کو مسلمانوں کی عبادت گاہ تصور نہ کیا جائے۔ تو بھی یہ مسلمانوں کا ایک متبرک مقام ہے۔ اس لئے گرانے والے جرم مندرجہ دفعہ ہذا کے جزو سوم کے مرتکب ہوئے۔ چہارم اور اگر سکھوں نے یہ فعل نیتاً نہیں کیا۔ بلکہ اس امر کا احتمال رکھتے ہوئے کیا ہے۔ کہ ان کے ایسا کرنے کو مسلمان اپنی مذہبی توہین سمجھیں گے۔ تو انہوں نے ایسا جرم جزو چہارم کے ماتحت کیا ہے بہر حال سکھوں کا مسجد گرانے کا فعل دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے کسی نہ کسی جزو کے ماتحت ضرور آ جاتا ہے۔

حکومت سے درخواست

چونکہ جرم زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند قابل دست اندازی پولیس ہے۔ اور پولیس کا فرض تھا۔ کہ ملزمان کا چالان کرتی اور یہ فرض اور بھی بڑھ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پانچ سے زیادہ اشخاص نے مجمع ناجائز بنا کر اور خطرناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اپنی غرض مشترک کی پیروی میں اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ پولیس کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ فرض شناسی سے کام لے کر ملزمان کو پکڑتی اور معاملہ عدالت میں پہنچاتی۔ تا ملک کی فضا مکدر نہ ہوتی لیکن پولیس نے ملزمان کو کھلا چھوڑ دیا۔ اور حالات نازک سے نازک تر ہو گئے ہیں حکومت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اب بھی فرض شناسی سے کام لے کر ملزمان کے خلاف مقدمہ چلائے۔ تاکہ مسلمانوں کی اشک شوئی ہو۔

قانونی خدمات کی پیشکش

اگر یہ صورت نہ پیدا ہو تو میں ان انجمنوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے تحفظ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ کہ وہ ملزمان کے خلاف عدالت میں استغاثہ دائر کریں۔ تاکہ مجرم اپنے کئے کی سزا پائیں۔ اور اس کارروائی کے لئے اپنی حقیر قانونی خدمات بلا معاوضہ پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ دیگر قومی درد رکھنے والے مسلمان وکلاء بھی اپنی خدمات اس کار خیر کے لئے پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

گجرات میں ایک بدزبان احراری ملا کی درگت

گجرات کی جامع مسجد کا امام ایک بدزبان احراری ملا سید عنایت شاہ نامی ہے پچھلے دنوں اس کی شہر میں جس قدر عزت و تکریم تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگ سکتا ہے۔ کہ آج سے ڈیڑھ ماہ قبل ایک پبلک جلسہ میں اسی ملا نے قریباً تین ہزار لوگوں سے "موت کی بیعت" لی تھی۔

۷ ستمبر ۱۹۳۵ء کی رات کو بیرون شیشیانوالہ دروازہ میں پروفیسر عنایت اللہ صاحب مشرقی بانی تحریک خاکساران کا لیکچر تھا۔ اس جلسہ میں احراری ملا عنایت شاہ مذکور بھی جا پہونچا۔ جب عنایت اللہ صاحب تقریر ختم کر چکے تو احراری ملا ایک کرسی پر کھڑا ہو گیا اور کچھ اعتراض کرنے لگا۔ جب خاکساروں نے دیکھا کہ احراری مذکور شرارت پر آمادہ ہے تو انہوں نے یک دم جلسہ برخواست کر دیا۔ اور سب اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد احراری مذکور ایک دوکان کے تختہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کچھ تقریر کرنا چاہا۔ اتنے میں ایک شخص خاموشی سے آ کر گیس اتار کر لے گیا۔ ملا نے جب گیس لے جاتے دیکھا تو شور مچا دیا۔ "پکڑ لو! اس سے گیس چھین لو"۔ مگر لوگوں نے جواب دیا۔ "عجب بے وقوفی ہے؟" "گیس اس شخص کا اپنا ہے"۔ "پکڑ کس طرح لیں"۔ غرض کسی نے گیس والے سے تعرض نہ کیا۔ احراری ملا کے ساتھیوں نے ایک دوکاندار سے گیس مانگا مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آخر کار ایک دوسری دکان سے لا کر معمولی لیمپ لٹکایا گیا۔ اور ملا عنایت شاہ ہاتھ میں ایک کتاب لے کر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس نے کھڑا ہوتے ہی کہا۔ "مرزائی کھڑے رہیں مسلمان بیٹھ جائیں" تمام حاضرین کھڑے رہے۔ اور پبلک نے شور مچا دیا کہ ہم تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔ تم غدار ہو۔ تم جمعرات کی گلگیاں (روٹیاں) کھانے والے اور ہمیں آپس میں لڑانے والے ملا ہو۔

ملا جب پھر بولنے لگا۔ تو ہر طرف سے پبلک نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ اور اسے ایک فقرہ بھی نہ بولنے دیا۔ لوگ اسی طرح اس کی توہین کرتے۔ اور مختلف قسم کے آوازے کستے رہے۔ آخر لوگوں نے دائیں بائیں سے ملا مذکور کے کپڑے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا بعض نے اسے مشورہ دیا کہ اب مناسب یہی ہے اپنی مسجد میں چلے جاؤ۔ اس پر ملا مذکور انتہائی ندامت سے چل پڑا۔ وہ آگے آگے تھا اور پبلک تالیاں بجاتی اور آوازے کستی اس کے پیچھے پیچھے۔ اس کے چلے جانے کے بعد خاکساروں نے اسی جگہ پھر اپنا جلسہ کر کے تقریریں کیں۔ یہ وہی ملا ہے جس نے اس واقعہ سے پورا ایک سال قبل اخبار "صداقت" گجرات میں ایک نہایت ہی دل آزار مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع کرایا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ مضمون ۷ ستمبر ۱۹۳۴ء ہی کے اخبار "صداقت" میں شائع ہوا۔ اور آج بھی ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء ہی تھی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے انتہائی طور پر ذلیل و رسوا کیا۔ خاکسار اس جلسہ میں موجود تھا۔ اور میرے ساتھ ایک دوست شیخ عبد الشکور صاحب تھے۔ جب یہ ملا ذلیل ہو رہا تھا تو میں نے اسی وقت شیخ صاحب سے کہہ دیا کہ یہ ذلت کا طوق خدا تعالیٰ نے انی مھین من اراد اھانتک کی پیشگوئی کے مطابق اس کے زیب گلو کیا ہے۔

خاکسار: عبد الرحمٰن خادم۔ بی۔ اے۔ از گجرات

گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ رسول ضلع گجرات پنجاب

نظارت ہذا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آج کل جماعت احمدیہ کے ایسے طالب علموں کے لئے جو میٹرک پاس ہوں۔ اور حساب اور ڈرائنگ میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ رسول ضلع گجرات امید افزا مستقبل کا حامل ہے۔ اس کے مختصر حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ احباب فائدہ اٹھا سکیں۔

اس سکول میں دو کلاسز ہیں۔ (۱) اوورسیئر (۲) ڈرافٹسمین ان دونوں کے لئے گورنمنٹ کے محکمہ جات انہار۔ پی ڈبلیو۔ ڈی۔ ملٹری ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیوں وغیرہ میں کافی مواقع حاصل ہیں۔ اس سکول میں داخلہ امتحان مقابلہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ جس میں مسلمان سکھ اور دیگر غیر مسلم اقوام داخل کی جاتی ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لئے خاص سیٹیں ریزرو ہوتی ہیں۔ اور آجکل اس درسگاہ میں مسلمانوں کے لئے زیادہ موقعہ ہے۔ حساب اور ڈرائنگ سے دلچسپی رکھنے والا طالب علم معمولی محنت سے ہر دو مقابلوں میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ امتحان داخلہ کے لئے معیار میٹرک تک ہے۔ اور عمر ۱۷ اور ۲۱ سال کے درمیان ہونی چاہئیے۔ اخراجات ۳۰ اور ۴۰ روپے ماہوار کے درمیان ہیں۔ جس میں فیس اور ہوسٹل کے اخراجات شامل ہیں۔ مگر ابتدائی اخراجات جو ایک سو کے قریب ہیں۔ اس میں شامل نہیں۔ کورس دو سال کا ہے۔ اور سیشن جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ سکول میں ہر سال اور ہر کلاس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کچھ مقررہ نوکریاں ہوتی ہیں۔ جو اچھے نمبروں پر فارغ التحصیل طالب علموں کو دی جاتی ہیں۔

امتحان مقابلہ امسال اکتوبر کی آخری تاریخوں میں ہوگا۔ مفصل حالات پراسپکٹس منگوا کر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

نیشنل لیگ کے ممبروں اور رضاکاروں میں امتیاز

نیشنل لیگوں کی طرف سے استفسار کیا گیا ہے۔ کہ رضاکاران نیشنل لیگ کے ممبروں سے الگ کوئی ایسی جماعت ہے۔ جو کوئی اور لائحہ عمل رکھتی ہے۔ یا وہ نیشنل لیگ کا ہی حصہ ہے۔ جس میں کوئی امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

ماتحت نیشنل لیگوں کو خوب سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ نیشنل لیگ کا ممبر دیگر شرائط کے علاوہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو اغراض نیشنل لیگ کے حصول کے لئے ہر ممکن جائز قربانی کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور جہاں تک اس پیشکش کا تعلق ہے۔ نیشنل لیگ کے ممبروں اور رضاکاروں میں قطعاً کوئی امتیاز نہیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے ظاہر ہے۔ نیشنل لیگ کے لائحہ عمل میں دیہات سدھار اور ایسے کام بھی ہیں۔ جو بوائے سکوٹس سے متعلق ہیں۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ممبر لیگ پر ایسے کاموں کی پابندی عائد نہ کی جائے۔ اور چونکہ یہ کام ایسے ہیں۔ جن میں جسمانی طاقت صرف ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے جو اس خدمت کے لئے مخصوص کئے جائیں۔ ضروری ہے۔ کہ نہ وہ بوڑھے ہوں نہ بالکل معمولی بچے۔ ان حالات کے پیش نظر نیشنل لیگ کی ممبری کے لئے عمر کی زیادتی مانع نہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے جو دیہات سدھار وغیرہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ پندرہ سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ عمر کے نہ ہوں۔ صرف یہی امتیاز ہے۔ اس سے زائد یہ ہے۔ کہ ایسے رضاکار بھی نیشنل لیگ کے ممبر ہوں گے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ کو اس خاص خدمت کے لئے خصوصیت سے پیش کیا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تشریح کے بعد کسی غلط فہمی کا امکان باقی نہیں رہا۔

خاکسار شیخ بشیر احمد پریذیڈنٹ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

انگریزی دان طبقہ میں تبلیغ احمدیت کا بہترین ذریعہ

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تحریر فرمودہ ٹریکٹ "زلزلہ کوئٹہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا نشان ہے" کا انگریزی ترجمہ دفتر تحریک جدید نے شائع کیا ہے۔ جسے اصل لاگت پر بھیجا جائے گا۔ البتہ جو صاحب اتنی رقم بھی ادا نہ کر سکیں۔ ان کے لکھنے پر اسی قدر رقم لے لی جائے گی۔ جتنی وہ ادا کرنے کے قابل ہوں۔ اس ٹریکٹ کا اردو ایڈیشن بھی موجود ہے۔ اور طلب کرنے پر روانہ کیا جا سکتا ہے۔ انگریزی ایڈیشن جو نہایت اہتمام سے خوشنما ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اس کی قیمت لاگت کے مطابق ۲ روپے سیکڑہ یا تین پیسہ فی ٹریکٹ ہے۔ انگریزی دان اصحاب سے ملاقات رکھنے والے اور ان کو پیغام حق پہنچانے میں خاص دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ مہربانی فرما کر جلد آرڈر ارسال فرمائیں۔

اس کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے انہیں مطالبات بھی ٹریکٹ کی صورت میں چھپے ہوئے دفتر ہذا میں موجود ہیں۔ جو ۴ سیکڑہ کے حساب سے مل سکتے ہیں۔ احباب بہت جلد منگا لیں۔

انچارج تحریک جدید قادیان

احرار کانفرنس بھیرہ کا ایک غلط کار حماتی

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ احرار کانفرنس بھیرہ کی مختصر سی رپورٹ الفضل میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں احراری لیڈروں کی حیاسوز تقریروں کا مجمل سا خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ مگر چند دنوں سے اخبار مجاہد میں ایک شخص سید تصدیق حسین کی طرف سے ہماری رپورٹ پر بے جا نکتہ چینی شروع ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم شاہ صاحب کے متعلق کچھ عرض کریں۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جو پیشتر ازیں اسی جلسہ اور احراری لیڈروں کے خلاف ایک مضمون شائع کرا چکے ہیں۔ اور وفد کا واقعہ کا جو اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کے بھی یہی مصدق ہیں۔ مگر اب اخبار مجاہد میں گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ اس تعارف کے بعد پہلی بات میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ عطاء اللہ صاحب بخاری نے اپنا پارٹ ادا کرتے وقت جو نقل آج کل کے سیدوں کی اتاری تھی۔ اس کو حرف بحرف شائع کر کے ارشاد فرمائیں۔ کہ آپ کس قسم کے سیدوں میں سے ہیں۔ آیا بقول بخاری صاحب "کمہاروں سے کار گر ملنے بیدینے میں یا بلند پیدوں تک ہیں۔ اور قسم کے سودرے" اگر آپ میں ذرا بھی تخم دیانت باقی ہے۔ تو انصاف سے تحریر فرمائیں۔ ۱۲ ستمبر کی شام کو رحمان کو جب کلاہ پراچگان میں واردات کے موقعہ پر لایا گیا تو جو ہجوم بغیر امتیاز رضا دی مردوں عورتوں کا اس موقعہ پر تھا۔ اور جیسے فقیر کبیر خیال دیو ڈنشن کے آدمی موجود تھے۔ سید عطاء اللہ صاحب بخاری کے جلوس سے کیا کم تھا۔ کیا یہ بھیرہ کے لوگوں کی تماش بینی کا تقاضا نہیں تو اور کیا تھا۔

لکھا ہے کہ پراچہ پارٹی کے زبردست تائیدے شیخ فضل حق صاحب۔ ایم۔ ایل۔ اے جلوس کے آگے پیدل چل رہے تھے۔ مگر ہم نے اس سے کب انکار کیا ہے۔ واقعی پراچہ پارٹی ہی جلسہ و جلوس کی رونق کا باعث تھی۔ مگر جو الفاظ پراچہ پارٹی کے ہیڈ شیخ صاحب ممدوح کی شان میں بخاری صاحب نے استعمال کئے۔ آپ جرأت فرما کر ان کو حرف بحرف شائع فرما دیں۔ تاکہ پبلک پر واضح ہو جائے۔ کہ شریف النسل انسانوں کے دلوں میں احراریوں کی کتنی وقعت ہے۔ اور تمہو خیرا کی راگ الاپ رہے ہیں نیز اس سے یہ بھی حل ہو جائے گا۔ کہ بخاری صاحب کی ارتقی کے ساتھ سوائے چند رام رام ست ہے کہنے والوں کے سٹیشن پر کیوں لوگ نہ گئے۔ تیسری بات جس کی وجہ سے آپ نے بخاری صاحب کو ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کرنے کی تلقین کی ہے۔ وہ بالکل صاف تھی۔ اگر بخاری صاحب کی ایک ہی ملاقات سے آپ نابینا نہ ہو جاتے۔ تو اگلے فقرہ کے دیکھنے سے حل ہو جاتا۔ چوتھی بات شیعہ سنی اتحاد کی نسبت جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ مہربانی فرما کر بخاری صاحب کے وہی الفاظ جو اہل شیعہ اور ان کے تعزیہ کی نسبت

نہایت ضروری اعلان

ماہ ستمبر کا نصف گذر چکا ہے۔ اکتوبر میں گڑ۔ تل۔ ماش وغیرہ نکلنا شروع ہوں گے۔ اور یہی موقعہ ان اجناس کو خرید کرنے کا ہے۔ لہذا چاہئیے۔ کہ دوست جلد از جلد دی احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ کے حصص خرید کریں۔ تاکہ کمپنی کو کام چلانے کے لئے کافی سرمایہ میسر آجائے۔ اور حصہ دار دوست بھی اس موقعہ پر نفع حاصل کر سکیں۔ انشاء اللہ العزیز ماہ اپریل میں کمپنی اپنے حسابات مکمل کر کے اس سال کے کاروبار کا نفع حصہ داروں کو تقسیم کرے گی۔

نوٹ:۔ آپ کی سہولت کے لئے کمپنی کے نمائندہ کو باہر بھیجا جا رہا ہے جو مختلف شہروں میں دورہ کریں گے۔ آپ ان سے مفصل حالات اور قوانین کمپنی معلوم کر کے حصص خرید کریں۔ (۲) جن دوستوں کے ذمہ قسط دوم باقی ہے۔ وہ بھی ادا کر کے رسید حاصل کر لیں۔

سیکرٹری:۔ دی احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ قادیان

رشتہ کی ضرورت ہے

ایک معزز خاندان کی لڑکی کے رشتہ کے لئے ایک ایسے لڑکے کی ضرورت ہے جو معقول روزگار رکھتا ہو۔ لڑکی تعلیمیافتہ اکثر زنانہ اوصاف سے متصف ہے۔ جلد درخواستیں بمعرفت ایڈیٹر الفضل آنی چاہئیں۔

وصیت

نمبر ۔۔۔ منکہ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ ملک نصر اللہ خان صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی سکنہ کمپالا یوگنڈا افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۳۵-۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

حق مہر مبلغ پانچسو روپیہ جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ والسلام

العبد:۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود ۲/۳۵-۱۷

گواہ شد:۔ نصر اللہ خاں خاوند موصیہ ۲/۳۵-۱۷

گواہ شد:۔ فضل الدین احمدی ڈسٹرکٹ افیسر یوگنڈا ۲/۳۵-۱۷

گواہ شد:۔ محمد عمر حیات احمدی ۲/۳۵-۱۷

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

جنیوا ۱۴ ستمبر - تنازعہ ابی سینیا کے متعلق رپورٹ کرنے کے لئے پانچ ممبروں پر مشتمل سب کمیٹی کے دو اجلاس ہوئے تاکہ پیرس کانفرنس کی تجاویز کی دوبارہ اس طرز پر تشکیل کی جائے۔ کہ وہ اٹلی کے لئے قابل قبول ہو جائیں۔ ممکن ہے فرانس اور انگلستان کو بھی ابی سینیا میں مراعات دی جائیں۔ اور یہ بھی افواہ ہے۔ کہ اٹلی کو بھی ابی سینیا میں اقتصادی اور سیاسی حقوق مل جائیں۔

روما ۱۴ ستمبر - اگرچہ مالٹا کے مضافات میں اطالوی جنگی جہاز نقل و حرکت کر رہے ہیں لیکن اٹلی میں اس بات پر سخت بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ برطانیہ بھی بحیرہ روم میں بحری فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔

شملہ ۱۴ ستمبر - کریمنل لا امینڈمنٹ بل کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وائسرائے اپنے خاص اختیارات سے اسے پاس نہیں کریں گے۔

ناگپور ۱۴ ستمبر - گذشتہ ہفتہ کے دوران میں صوبجات متوسط میں ہیضہ کے ۴۲۲۳ کیسوں میں سے ۱۳۵۹ مہلک ثابت ہوئے۔ وبا ابھی زوروں پر ہے۔

لاہور ۱۴ ستمبر - پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۱ اکتوبر کو کونسل چیمبر لاہور میں ہوگا۔

الہ آباد ۱۴ ستمبر - آج الہ آباد سٹیشن پر ایک مسافر گاڑی لائن پر کھڑے خالی ڈبوں سے ٹکرا گئی۔ ڈبوں کے نقصان کا اندازہ دس ہزار روپیہ ہے۔ تین اشخاص زخمی ہوئے

نیویارک ۱۴ ستمبر - مسٹر روزولیٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ جنگ کی صورت میں بالکل غیر جانب دار رہے گا۔ اور فریقین جنگ کو اسلحہ وغیرہ بھی مہیا نہیں کرے گا

شملہ ۱۴ ستمبر - آج اسمبلی کے کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کا انتخاب ہوا مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی صدر مقرر ہوئے اور مختلف عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

لاہور ۱۴ ستمبر - کریمی پریس کی جس میں اخبار "زمیندار" چھپتا ہے۔ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت ضبط کر لی گئی ہے۔ اخبار سیاست سے بھی کانفرنس راولپنڈی کی کارروائی کی اشاعت کے سلسلہ میں ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے

عدن ۱۴ ستمبر - یمنی سفارت خانہ میں مصری۔ حجازی۔ شامی۔ ہندی۔ ترکی اور عراقی باشندوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اٹلی کی جارحانہ سرگرمیوں کے خلاف جمعیۃ اقوام اور دوسری اسلامی سلطنتوں کے پاس احتجاجات روانہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

روما ۱۴ ستمبر - آج اطالوی کابینہ کا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں سائنیور مسولینی نے کہا۔ کہ اطالیہ اور حبشہ کے تصفیہ کا سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ اس نے وزراء سے یہ بھی کہا۔ کہ اٹلی کی بحری فوجی تیاریاں اس قدر ہیں۔ کہ ہر قسم کی تہدید کا کما حقہ جواب دیا جا سکے۔

جبرالٹر ۱۴ ستمبر - دو اطالوی جن کے پاس داخلہ کا کوئی اجازت نامہ نہ تھا۔ گرفتار کر لئے گئے۔

شملہ ۱۴ ستمبر معلوم ہوا ہے۔ کریمنل لا امینڈمنٹ بل سوموار کو وائسرائے کی سفارشات کے ساتھ پھر اسمبلی میں پیش کیا جائیگا۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ اسمبلی پھر اسے نامنظور کر دیگی

لاہور ۱۴ ستمبر - ۲۰ ستمبر یوم احتجاج منائے جانے کے سلسلہ میں پولیس زبردست تیاریاں کر رہی ہے۔ چھ اور مجسٹریٹ لاہور بلائے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ اس روز مسجد شہید گنج کے اندر اور باہر بارہ سو سکھوں کا پہرہ ہوگا۔ علاوہ ۱۸ ستمبر تک ہی جتھوں کی صورت میں لاہور پہنچ جائیں گے۔

الہ آباد ۱۴ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ لنڈن کی آب و ہوا سر شادی لال کی صحت کے موافق نہیں۔ اس لئے وہ ہندوستان آگئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ یہاں رہ کر ملک کی پبلک زندگی میں حصہ لیں گے

سری نگر ۱۳ ستمبر - مہاراجہ کشمیر کی سالگرہ کی خوشی میں جو ۲۱ ستمبر کو ہوگی۔ بہت سے قیدی رہا کر دئے جائیں گے

پیرس ۱۴ ستمبر - سائنیور مسولینی نے فرانسیسی جرنلسٹ کو ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ برطانیہ ابی سینیا میں اٹلی کی سرگرمیوں پر اس لئے معترض ہے کہ وہ اسے اپنے لئے چاہتا ہے۔

قاہرہ ۱۴ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ مصر اور برطانیہ کے درمیان ایک نیا معاہدہ زیر غور ہے۔ جس کی اہم شرائط مصر کی پوزیشن کو مضبوط کرنا سیاسی اور فوجی طور پر برطانیہ اور مصر کے تعلقات کو پختہ بنانا اور جنگ کی صورت میں مصر کی حفاظت کے لئے پیش بندیاں اختیار کرنا ہے۔

بمبئی ۱۴ ستمبر - بمبئی کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ ہندوستان میں مٹی کے تیل کے کنوؤں کا پتہ لگا ہے۔ جن کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ملک کا پانچ کروڑ روپیہ سالانہ باہر جانے سے بچ جایا کرے گا۔

جبل پور ۱۴ ستمبر - موضع بندا پر حملہ کے سلسلہ میں ۱۹ گوروں کے خلاف مقدمہ کی سماعت ختم ہو گئی گیارہ گوروں کے خلاف فرد جرم لگایا گیا۔ اور آٹھ کو رہا کر دیا گیا۔

رتناگری (بذریعہ ڈاک) ڈاکٹر مونجے نے ہندوؤں کی طرف سے ایک سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندو اپنے بچوں کو ہندو فوجی سکول میں داخل کرائیں۔ تاکہ ہندو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر سوراج حاصل کر سکیں۔

جنیوا ۱۴ ستمبر - جمعیۃ اقوام میں سر آغا خاں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں لیگ پر سخت نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ جمعیۃ اقوام اپنی سرگرمیوں کو صرف یورپین معاملات تک محدود رکھتی ہے ہندوستان جو رقم لیگ فنڈ میں داخل کرتا ہے۔ وہ اس پر ایک بے فائدہ بار ہے

نتھیا گلی ۱۴ ستمبر - مہمندوں کے متعلق سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ انہوں نے گیارہ بارہ ستمبر کی رات کو سرکاری کیمپ پر شبخون مارا۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔

شملہ ۱۴ ستمبر - ریلوے کی مشاورتی کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ انٹر کلاس کے ڈبے اڑا دئے جائیں۔ اول درجہ کا کرایہ بڑھا دیا جائے۔ درجہ دوم کے کرایہ میں کمی کی جائے اور درجہ سوم کے مسافروں کے لئے بیٹھنے کا بہتر انتظام کیا جائے۔

امرتسر ۱۴ ستمبر - سونا ۳۵ روپے ۱۰ آنے چاندی ۵۹ روپے ۱۴ آنے گیہوں تیار ۲ روپے ۲ آنے ۳ پائی - نخود تیار ۲ روپے آٹھ آنہ ہے۔

الہ آباد ۱۳ ستمبر - الہ آباد کے ایک پولیس سٹیشن کے قریب ایک بم پھٹا جس سے ایک پولیس کنسٹیبل مجروح ہوا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ملزم کا سراغ لگانے والے کو ۱۰۰۰ روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔

پیرس ۱۴ ستمبر - ایم لاوال فرانسیسی وزیر اعظم نے لیگ اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ فرانس کو لیگ پر کلی اعتماد ہے۔ اگرچہ ہم بعض مواقعات پر جنیوا میں مایوس ہو گئے تھے۔ مگر لیگ کے عہد و پیمان کو برقرار رکھنا ہمارا بین الاقوامی اصل ہے۔

عدیس آبابا ۱۴ ستمبر - حکومت حبشہ نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ جنگ کے لئے عام حکم دیا جانے والا ہے۔

نیروبی ۱۴ ستمبر - کینیا کے آبادکاروں کی ایک انجمن نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ نظام حکومت میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جن سے آبادکاروں کو اپنے معاملات اور خصوصاً کالونی کے مالی نظم و نسق پر اقتدار حاصل ہو جائے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی